# باب#۱۰۰

# بیعت عقبہ ثانیہ


نبی ﷺ کی خدمت میں یثرب میں ایک برس کے تبلیغی کام کی رپورٹ ۵۲

یثرب سے بہتّر (۷۲) نومسلم حجاج کا قافلہ ۵۲

یثربی حاجیوں کا نبی ﷺ سے سلسلہ جنبانی ۵۴

یثربی حجاج کی عقبہ میں نبی ﷺ سے ملاقات کی روداد ۵۵

رسول اللہ ﷺ کو یثرب آنے کی دعوت ۵۸

بیعت کی شرائط اور بیعت کی ایمان افروز روداد ۵۸

قریش کو معاہدے کی اطلاع ۶۴

یثرب کے حاجی واپس روانہ ہوگئے ۶۵

مصعبؓ بن عمیر واپس یثرب میں اور قبیلہ بنو سلمہ کا قبولِ اسلام ۶۵

باب#۱۰۰

# بیعتِ عقبہ ثانیہ

## نبی ﷺ کی خدمت میں یثرب میں ایک برس کے تبلیغی کام کی رپورٹ

ہم پچھلے سے ماسبق، باب#۹۸ میں یہ بتا چکے ہیں کہ تیرھویں سال نبوت کا موسم حج آنے سے ذرا پہلے ہی مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اشاعتِ دین میں بیش بہا کام یابی کا مژدہ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مکہ واپس آئے، مصعبؓ کی والدہ کو ان کی مکّے میں آمد کی اطلاع ملی تو پیغام بھیجا: اے نافرمان، تو اس شہر میں آرہا ہے، جہاں میں ہوں، کیا تو سب سے پہلے مجھ سے ملنے نہ آئے گا؟ انھوں نے جواب بھیجا: میں رسول اللہ ﷺ سے پہلے کسی سے نہ ملوں گا۔ چناں چہ آپؐ سے ملاقات کے بعد مصعبؓ والدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو والدہ نے کہا: تو ابھی تک صابئ ہے۔؟

مصعبؓ نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے دین پر ہوں جسے اللہ نے پسند کیا ہے۔

ماں نے کہا: کیا تجھے وہ نوحے پسند نہیں آئے جو میں نے تیرے حبشہ اور یثرب جانے کے بعد کہے؟

مصعبؓ نے کیا جواب دیا، تاریخ میں موجود نہیں، ماں نے بیٹے کو روکنا چاہا تو مصعبؓ نے کہا: تو میری اتنی خیر خواہ اور مجھ پر اتنی مہربان ہے تو شہادت دے دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں۔......... ماں نے جواب دیا:

"روشن ستاروں (ثریا) کی قسم، میں تیرے دین میں داخل نہ ہوں گی، مبادا میری رائے کو بُرا اور عقل کو کم زور کہا جائے۔ میں اس دین پر رہتی ہوں اور تو اپنے دین پر قائم رہ۔"

## یثرب سے بَہتّر (۷۲) نو مسلم حجاج کا قافلہ

مصعب رضی اللہ عنہ کے پیچھے براء بن معرورؓ کی قیادت میں ستّر مردوں اور دو عورتوں پر مشتمل بَہتّر (۷۲) نو مسلم یثربیوں کا ایک قافلہ [29] بھی یثرب اور نواح کے مشرک حاجیوں کے ساتھ مکہ پہنچا۔ یثرب سے آنے

۲۹ یثرب سے روانہ ہونے والے کل ۷۲ افراد تھے، جیسا کہ اوپر مذکور ہے مگر بیعتِ عقبہ سے ایک شب قبل عبداللہ بن

والے اِن نومسلموں میں اکثریت نوجوانوں کی تھی۔ یہ بات صاف ظاہر تھی کہ یثرب میں اسلامی تحریک نے نوجوان نسل کو زیادہ متاثر کیا تھا، خاص دینی اور ایمانی حکمت کے تحت انھوں نے مشرکین کے قافلے سے الگ ہو کر سفر نہیں کیا اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ نے قافلے سے علیحدہ ہو کر الگ ایک گروپ کی شکل میں واپس جانے کی کوئی ہدایت دی۔ اِس طرزِ عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی تحریکات کو کام کرتے ہوئے نوجوانوں پر زیادہ توجہ دینی چاہیے اور ہر مباح معاملے میں عام معاشرے سے مقاطعے میں ہر گز پہل نہیں کرنی چاہیے۔

قافلے کے سربراہ براء بن معرور رضی اللہ عنہ بڑے جوشیلے تھے، راستے میں کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے آئے تھے۔ آپ خزرج کے سرداروں میں سے تھے اور اسلام اور رسول اللہ کی محبت میں بہت پر جوش تھے۔ دورانِ سفر ساتھیوں سے کہا کہ لوگو، میرا دِل نماز میں کعبہ کی جانب پشت کرنے پر مطمئن نہیں [جیسا کہ یروشلم/شام کی جانب منہ کرنے سے پشت پر ہو جاتا تھا] بلکہ میں تو کعبہ ہی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھوں گا۔ کعب بن مالکؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے کہا واللہ، ہمیں یہی خبر پہنچی ہے [مصعبؓ سے تعلیم ملی ہے] کہ رسول اللہ ﷺ بیت المقدس کی جانب منہ کر کے نماز ادا کرتے ہیں اور ہم نہیں چاہتے کہ کسی بھی بات میں اُن کے خلاف کریں براء نے کہا کہ میں تو کعبہ ہی کی طرف نماز پڑھوں گا ہم لوگوں نے کہا کہ ہم تو ایسا نہ کریں گے براءؓ سارے راستے کعبہ کے رخ پر نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ ہم لوگ مکہ پہنچے تو براء رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ اے میرے بھائی کے بیٹے مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چلو تا کہ میں آپؐ سے اِس فعل کی بابت دریافت کروں جو میں نے اپنے اِس سفر میں کیا ہے واللہ میرے دل میں اس کی طرف سے تردد ہے چوں کہ تم لوگ اس کے مخالف ہو۔ کعب بن مالکؓ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ سے پوچھنے کے لیے چلے ہم آپؐ کو پہچانتے نہ تھے اور ہم نے اس سے پہلے آپؐ کو نہیں دیکھا تھا، ہمیں کسی نے بتایا کہ وہ مسجد الحرام میں اپنے چچا عباسؓ کے نزدیک بیٹھے ہیں، ہم عباسؓ کو پہچانتے تھے لہٰذا نبیؐ کے پاس پہنچ گئے براء رضی اللہ عنہ نے اپنا مسئلہ پیش کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ تم کو ایک رخ ملا ہوا تھا تو لازم تھا کہ اُسی پر رہتے چناں چہ وہ پھر ہم لوگوں کے ہم راہ نماز میں بیت المقدس کی جانب رخ کرنے لگے۔

مکے سے یثرب واپسی کے دو ماہ بعد براء بن معرورؓ کی وفات صفر کے مہینے میں رسول اللہ ﷺ کی یثرب میں آمد سے ایک مہینہ پہلے ہوگئی۔ جب آپؐ ہجرت کر کے تشریف لے آئے تو آپؐ صحابہ کے ہم راہ اُن کی

---

حرام رضی اللہ عنہ [عبداللہ بن عمرو بن حرام] کے ایمان لانے سے تعداد میں ایک کا اضافہ ہو گیا اور یہ کل تہتر ہو گئے۔

قبر پر گئے اور قبر پر آپ ؐ نے تکبیر کہہ کے نمازِ جنازہ پڑھی۔ اس نماز میں آپؐ نے چار تکبیریں کہیں۔ براء بن معرورؓ کی موت کا وقت، جب قریب ہوا تو انھوں نے وصیت کی کہ اُنھیں قبر میں قبلہ رو رکھ کر دفن کیا جائے اور اُن کے مال کا ایک تہائی اللہ کی راہ میں ہے، جو نبی ﷺ جہاں چاہیں خرچ کریں۔ کیسی عجیب بات ہے کہ تین اُمور؛ قبلے کے معاملے میں، میت کو قبر میں قبلہ رُخ رکھنے کے بارے میں اور مال کے ایک تہائی میں وصیت کے بارے میں اللہ نے اُن کے قلب کو وہی الہامی رہ نُمائی دی، جو مستقبل میں ساری امت کے لیے ضابطہ بننا تھا۔

براء بن معرورؓ رسول اللہ ﷺ کو یثرب لے جانا چاہتے تھے۔ جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ سب نے تائید کی کہ ہم کب تک آپؐ کو مکہ کے پہاڑوں کے درمیان [اپنی قوم کے ایمان کی چاہت میں] اُداس و پریشاں پھرتا دیکھیں گے۔ اہلِ یثرب کا یہ تاثر بالکل بجا تھا کہ مکّے میں نہ آپؐ کی بات سُنی جا رہی تھی اور نہ ہی آپؐ کی جان کی سلامتی کی کوئی ضمانت اور پناہ تھی، خود آپؐ کا قبیلہ آپؐ کی حفاظت سے دست کش ہو چکا تھا۔ یثرب سے آنے والوں کا مقصد اسلام قبول کرنا نہیں تھا، اسلام تو وہ پہلے ہی مصعب بن عمیرؓ اور اسعد بن زرارہؓ کے ہاتھوں پر قبول کر چکے تھے۔ اِن کی آمد کا مقصد صرف اور صرف یہ تھا کہ وہ آپؐ کو یثرب لے جائیں، مگر ایک نبی اللہ کی اجازت کے بغیر اپنے مقام بعثت کو نہیں چھوڑ سکتا تھا، تاہم وہ اہلِ ایمان کو ایمان و اسلام کے لیے زیادہ زرخیز مقام پر جانے کا حکم دے سکتا تھا اور اللہ کے اِذن سے خود بھی ہجرت کر سکتا تھا۔

## یثربی حاجیوں کا نبی ﷺ سے سلسلہ جنبانی

پھر جب یہ مسلمان مکہ پہنچ گئے تو خاموشی اور رازداری سے نبی ﷺ کے ساتھ سلسلہ اور رابطہ شروع کیا۔ تمام رابطے، کاروائیاں اور فیصلے صیغہ راز میں رکھے گئے، براءؓ اور کعب بن مالکؓ حرم جا کر آپ ﷺ سے ملے اور طے کیا کہ یوم عرفہ کے بعد ایام تشریق (گیارہ، بارہ، تیرہ ذی الحجہ ایام تشریق ہیں) کے درمیانے دن، یعنی بارہ تاریخ کو منیٰ میں جمرۃ اولیٰ یعنی جمرۃ عقبہ کے پاس جو گھاٹی ہے اسی میں جمع ہوں گے اور یہ میٹنگ رات کی تاریکی میں انتہائی رازدارانہ طریقے پر ہو گی۔ ایسا اِس لیے طے کیا گیا کہ اس میٹنگ میں اسلام اور مشرکانہ جاہلیت کے درمیان جاری تیرہ سالہ جنگ کو ایک فیصلہ کن موڑ پر لانے کے لیے اسلامیان اپنے رب سے اور زمین پر موجود اُس کے نمایندے کے ساتھ گفت و شنید کے بعد عہدِ جاں نثاری کریں گے، اب فیصلہ ہونا ہے کہ زمین پر مشرکانہ جاہلیت کو زندہ رہنا ہے یا اسلام کو!! یہی وہ تاریخی میٹنگ ہے جس میں یثرب کے وفد نے آپؐ کے دستِ مبارک

پر بیعت کی اِس کو بیعت عقبہ ثانیہ کہتے ہیں، اس لیے کہ پچھلے برس اسی مقام پر ۱۲ افراد نے بیعت کی تھی، جسے بیعتِ عقبہ کہا جاتا تھا، دونوں بیعتوں میں فرق واضح رکھنے کے لیے پہلی بیعت، بیعت عقبہ اولیٰ کے نام سے تاریخ میں جانی گئی اور سنہ ۱۳ نبوی میں منعقد ہونے والی یہ دوسری بیعت، بیعت عقبہ ثانیہ کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔ یاد رہے کہ سنہ گیارہ نبوی میں اسی عقبہ کے مقام پر، انھی حج کے ایام میں اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ سمیت یثرب کے اوّلین چھ افراد نے اسلام قبول کیا تھا، مگر اس موقع پر، کیوں کہ کوئی باقاعدہ معاہدہ نہیں ہوا تھا، اس لیے اس کو بیعت کے نام سے یاد نہیں کیا جاتا، تاہم عقبہ کے تین متواتر برسوں، ۱۱، ۱۲ اور ۱۳ میں عقبہ کے مقام پر اہلِ یثرب کے ساتھ تین میٹنگز ہوئیں، جو تاریخِ اسلامی کا ایک سنگِ میل ہیں۔

## یثربی حجاج کی عقبہ میں نبی ﷺ سے ملاقات کی روداد

اِس تاریخی میٹنگ/کانفرنس کی روداد، یثرب کے نومسلموں کے وفد کے قائدین میں سے ایک انصاری صحابی جناب کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے تفصیل سے بیان کی ہے، اس کے علاوہ اور بھی دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی روایات سے ایک مکمل روداد کی تصویر سامنے آتی ہے جو ہم کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ روداد کے ساتھ درج کر رہے ہیں:

ہم لوگ حاجیوں کے قافلے میں حج کے لیے نکلے۔ مکہ پہنچ کر رسول اللہ ﷺ سے ایّام تشریق کے درمیانی روز عقبہ میں ملاقات طے ہوئی۔ جیسا کہ قافلے میں ہماری قوم کے مشرکین بڑی تعداد میں تھے، اُن میں انصار کے ایک معزّز سردار عبداللہ بن حرام بھی تھے جو ابھی اسلام نہیں لائے تھے۔ ہم مشرکین سے اپنے سارے معاملات بالکل راز میں رکھتے تھے۔ مگر ہم نے عبداللہ بن حرام سے بات چیت کی اور کہا کہ اے ابو جابر! آپ ہمارے ایک معزز اور شریف سربراہ ہیں اور ہم آپ کو آپ کی موجودہ حالت [حالت شرک اور اوس و خزرج کے درمیان جنگی کیفیت] سے نکالنا چاہتے ہیں تاکہ کل آخرت میں آپ آگ کا ایندھن نہ بن جائیں۔ اس کے بعد ہم نے اُنھیں اسلام کی دعوت دی۔ انھوں نے اسلام قبول کر لیا تو ہم نے اُن کو بتلا دیا کہ آج شب عقبہ میں رسول اللہ ﷺ سے ہماری ملاقات طے ہے۔ اور آپ بھی ہمارے ساتھ عقبہ میں تشریف لائیں۔ عبداللہ بن حرام اس میٹنگ میں شریک ہوئے اور نقیب بھی مقرر ہوئے۔

اور، بالآخر گیارہ، بارہ، کی وہ درمیانی شب آگئی جس میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میٹنگ طے تھی۔ ہمارے ساتھ قافلے کے قائدین سے میں عبداللہ بن حرام بھی تھے۔ ہم ہر روز کی مانند اپنی قوم کے ہم راہ اپنے ڈیروں میں رات ہوتے ہی سو گئے، جب تہائی شب گزر گئی، اہل قافلہ گہری نیند سو رہے تھے اور ہم تیتروں کی

طرح دو دو تین تین کی تعداد میں کھسکتے ہوئے چپکے چپکے دبک کر نکلتے تھے جیسے چڑیا گھونسلے سے پَر سکیڑ کر نکلتی ہے، یہاں تک کہ ہم سب عقبہ کے پاس گھاٹی میں اکٹھے ہو گئے[۳۰]۔ اکٹھے ہونے والے تمام افراد کے اسمائے گرامی اگلے صفحات میں دیے گئے جدول میں مرقوم ہیں۔ یہ طے کیا گیا تھا کہ اگر کوئی سو جائے یا پیچھے رہ جائے تو اُس کو نظر انداز کر دیا جائے گا۔ ہماری کل تعداد پچھتّر تھی۔ تہتّر مرد اور دو خواتین۔ ایک قبیلہ بنو مازن بن نجار کی امّ عمارہؓ نسیبہ بنت کعب اور دوسری امّ منیع اسماءؓ بنت عمرو، قبیلہ بنو سلمہ والی۔ ہم سب گھاٹی میں جمع ہو کر رسول اللہ ﷺ کا انتظار کرنے لگے۔ مشہور و معروف روایات کے مطابق اللہ، رب العالمین کے نمایندے جناب محمد ﷺ گھر سے نکلے تو راستے میں عباس بن عبد المطلب مل گئے۔ وہ بھی آپؐ کے ساتھ عقبہ کو ہو لیے۔ عباس اُس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، تاہم قبائل کی روایات کے مطابق اپنے بھتیجوں کی سرپرستی لازم تھی۔ عقبہ پہنچ کر سب سے پہلے انھوں ہی نے گفتگو شروع کی کہ محمدؐ کی حفاظت ان کا قبیلہ کرتا ہے[۳۱]۔ تم ان کو لے جانا چاہتے ہو تو ان کی حفاظت بھی کرنا ہو گی، وہاں لے جا کر بے یار و مددگار چھوڑنا ہے تو بہتر ہے انھیں یہیں رہنے دو[۳۲]۔

---

۳۰ راقم السطور جب بھی ایک، دو نہیں پورے ۷۳ افراد کے خیمے سے اِس طرح خاموشی کے ساتھ نکل جانے پر غور کرتا ہے کہ باقی سونے والوں کو کانوں کان خبر تک نہ ہوئی، کوئی ایک بھی نہ جاگا، وہ یہ یقین کیے بغیر نہیں رہتا کہ یہ سارا کام براہِ راست اللہ کی رہ نُمائی میں اور اُس کی منصوبہ بندی اور ارادے و حکم سے انجام پا رہا تھا۔

۳۱ حقیقی صورتِ حال یہ تھی کہ نبی ﷺ مطعم بن عدی کے جوار میں مکہ میں رہایش پذیر تھے، آپ کو قبیلے کے سردار ابو لھب نے حفاظت سے خارج کر دیا تھا اور دو مہینے بعد قتل کے ارادے سے وہ آپ ﷺ کے دروازے پر دیگر قریش کے قبائل کے نمایندوں کے ساتھ بنو ہاشم کی نمایندگی کے لیے موجود تھا۔

۳۲ آپ کی مکمل گفتگو کچھ اس طرح مذکور ہے: خزرج کے لوگو! ہمارے اندر محمد ﷺ کی جو حیثیت ہے وہ تمھیں معلوم ہے۔ ہماری قوم کے جو لوگ دینی نقطہ نظر سے ہمارے ہی جیسی رائے رکھتے ہیں [مشرکانہ جاہلیت پر ہیں]، ہم نے محمد ﷺ کو ان سے محفوظ رکھا ہے۔ وہ اپنی قوم اور اپنے شہر میں قوت و عزّت اور طاقت و حفاظت کے اندر ہیں، مگر اب وہ تمھارے شہر تمھارے ساتھ جانے اور تمھارے ساتھ لاحق ہونے پر مصر ہیں؛ لہٰذا اگر تمھارا یہ خیال ہے کہ تم اُنھیں جس چیز کی طرف بلا رہے ہو اسے نبھا لو گے اور اُنھیں ان کے مخالفین سے بچا لو گے تب تو ٹھیک ہے، تم نے جو ذمے داری اٹھائی ہے اُسے تم جانو۔ لیکن اگر تمھارا یہ اندازہ ہے کہ تم اُنھیں اپنے پاس لے جانے کے بعد ان کا ساتھ چھوڑ کر کنارہ کش ہو جاؤ گے تو پھر ابھی سے اُنھیں چھوڑ دو کیوں کہ وہ اپنی قوم اور اپنے شہر میں بہر حال عزت و حفاظت سے ہیں۔ عباسؓ بن عبد المطلب کی عقبہ میں موجودگی اور اس تقریر پر کچھ نقد جناب خالد مسعودؒ نے کیا ہے جس کے اہم نکات ہم اُن کی کتاب 'حیات رسول اُمّی' سے نقل

اہلِ ایمان اہلِ یثرب نے، جو مصعب بن عمیرؓ کی مانند آپ ﷺ پر اپنے ماں، باپ اور خاندان والوں سے ہزار جان سے فدا تھے، جواب دیا: ہم نے آپؐ کی بات سمجھ لی [۳۳]، یارسول اللہ، اب آپؐ ارشاد

---

کر رہے ہیں:

"ابن کثیرؒ نے امام احمدؒ کے حوالے سے جابرؓ کی روایت نقل کی ہے جس میں صرف اتنی بات ہے کہ اس موقع پر عباسؓ موجود تھے اور جس وقت نبی ﷺ بیعت لے رہے تھے تو انھوں نے آپ کا دستِ مبارک پکڑا ہوا تھا۔ غور کیا جائے تو عباسؓ بن عبدالمطلب کی موجودگی کو صحیح تسلیم کرنے میں بعض اشکالات ہیں۔ مثلاً:

- نبی ﷺ کی بعثت سے لے کر اِس واقعے تک عباسؓ کا کوئی کردار نظر نہیں آتا۔
- وہ نبی ﷺ کے خلاف غزوہ بدر سمیت تمام جنگوں میں قریش کی جانب سے شامل رہے۔
- عین فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا۔
- بیعت عقبہ کے موقع پر عباسؓ اُس وقت ایمان نہیں لائے تھے اور یہ بیعت انتہائی رازدارانہ ہو رہی تھی۔

- دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر اِن کو ساتھ رکھنے میں کیا مصلحت تھی؟ اس کام کے لیے مسلمانوں کے درمیان سے موزوں ترین آدمی ابو بکرؓ یا حمزہؓ ہو سکتے تھے۔
- تیسرے، عباسؓ کا خطاب خزرج سے ہے جب کہ وفد میں شامل دونوں قبیلوں اوس اور خزرج کے لوگ تھے۔ اگر عباسؓ تمام اہلِ یثرب کو خطاب کر رہے تھے تو اوس اور خزرج میں تفریق کیوں کی؟
- چوتھے، یہ بات خلاف حقیقت تھی کہ بنو ہاشم نبی ﷺ کو اس زمانے میں تحفظ مہیا کر رہے تھے۔ بلکہ آپ مطعم بن عدی کے جوار میں مکہ میں قیام پذیر تھے۔
- پانچویں، تقریر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ہجرت کے تمام امور طے پا چکے ہوں اور نبی ﷺ یثرب جانے پر آمادہ ہو چکے ہوں اور یہ باتیں عباسؓ کے علم میں رہی ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ ابھی اہلِ یثرب صرف پیش کش کرنے آئے تھے۔ اس پر بحث بعد میں ہوئی اور نبی ﷺ نے گفتگو ضرور کی لیکن آخر تک حامی نہیں بھری اور نہ آپؐ اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر ایسا کر سکتے تھے۔
- اِن تمام پہلوؤں سے یہ روایت مشتبہ نظر آتی ہے۔ عباسؓ بن عبدالمطلب نہ بیعت عقبہ کے موقع پر موجود تھے نہ اُنھوں نے کوئی تقریر کی۔ اہلِ یثرب کے وفد میں ایک صاحب عباسؓ بن عبادہؓ بھی تھے، ہو سکتا ہے کہ یہ اُن کی تقریر ہو، لیکن غلطی سے اس کو عباسؓ بن عبدالمطلب کی طرف منسوب کر دیا گیا ہو۔ آگے اِن عباس بن عبادہؓ کی تقریر کا ذکر آتا ہے اور وہ مضمون میں اس سے ملتی جلتی ہے۔ یہ عباسؓ قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے تھے اور ان کا تقریر میں خزرج کو خطاب کرنا سمجھ میں آتا ہے۔" [خالد مسعودؒ؛ حیات رسولِ اُمّی، ۲۵۳-۲۵۴]

۳۳ اہلِ یثرب کے اِس سرسری سے جواب سے پتا چلتا ہے کہ، جو کچھ جناب عباس نے اپنی گفتگو میں کہا وہ اُس کی اہمیت و حقیقت دونوں سے واقف تھے۔ اس ضمن میں دو باتیں قابلِ توجہ ہیں:

فرمایئے۔ آپ ؐ کھڑے ہوئے، قرآن کی آیات تلاوت کرنے کے بعد حقوق اللہ اور حقوق العباد کا بیان فرمایا۔

## رسول اللہ ﷺ کو یثرب آنے کی دعوت

اس کے بعد اس موضوع پر گفتگو ہوئی کہ نبی ﷺ اگر یثرب آجائیں تو دینی اور فوجی تعاون کی نوعیت کیا ہوگی اور عہد و پیمان کو قطعی اور آخری شکل دینے کے لیے گفتگو کا آغاز ہوا۔ امام احمد، جابرؓ سے بیعت کی پانچ شرائط روایت کرتے ہیں، جن کی تصدیق ابنِ اسحٰق سے مزید ایک، چھٹی شرط کے ساتھ ہوتی ہے، جو وہ عبادہ بن صامت سے روایت کرتے ہیں۔

## بیعت کی شرائط اور بیعت کی ایمان افروز روداد

جابرؓ کا کہنا ہے کہ ہم نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم آپؐ سے کس بات پر بیعت کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے جواب میں فرمایا: ان باتوں پر کہ:

۱. چستی اور سستی ہر حال میں بات سنو گے اور مانو گے۔

۲. تنگی اور بدحالی، ہر حال میں مال خرچ کرو گے۔

۳. بھلائی کا حکم دو گے اور برائی سے روکو گے۔

---

- پہلی بات یہ کہ وہ آپ ﷺ کی حفاظت کی ذمے داری کو اٹھانے اور اس کے خطرناک سے خطرناک نتائج کو جھیلنے کے لیے پر عزم تھے، جس کا مطالبہ کیا گیا، انصار کے اس عزم کا معاملہ کہ وہ ہر خطرے کو جھیل جائیں گے اور اپنے آپ کو اللہ کے رسولؐ کی حفاظت کے لیے قربان کر دیں گے، میدان احد میں ثابت ہو گیا، جہاں نبی ﷺ کی حفاظت کرتے ہوئے آپ ﷺ کے چاروں جانب انصار کی لاشوں کے انبار بتا رہے تھے کہ ہم وادی عقبہ میں کیے گئے وعدۂ حفاظت میں سچے تھے۔
- دوسرے وہ نبی ﷺ کی مکہ میں عزت و قدردانی اور خاندان کی جانب سے حفاظت سے قطعاً مطمئن نہیں تھے، جب ہی تو وہ آپؐ کو اپنے شہر بلانے آئے تھے۔ اُن کی یہ باتیں سچ ثابت ہوئیں۔ تین ماہ بعد اہلِ مکہ نے آپ کے قتل کی سازش کی اور ارادہ قتل سے دروازے پر آنے والوں میں آپؐ کے قبیلے کا سردار خود قبیلے کی نمایندگی کر رہا تھا، یہ معاملہ خاندان کی جانب سے حفاظت کا تھا۔

مزید برآں کہ خود اللہ نے نبی ﷺ کا مکّے میں رہنا پسند نہیں کیا۔ نبی ﷺ نے اہلِ یثرب کے وعدوں پر اعتبار کیا، اللہ نے مکہ چھوڑنے کا جوں ہی حکم دیا فوراً تعمیل کی گئی۔

## ۱۲اور۱۳ذوالحجہ کی درمیانی شب [سن ۱۳نبوی] عقبہ کی وادی میں جمع ۷۳ مبارک افراد کے اسمائے گرامی

۱. ابوعبدالرحمان یزیدؓ
۲. ابوالہیثم بن تیہانؓ/اوس
۳. ابوبردہ بن دینارؓ/اوس
۴. ابوطلحہ زید بن سہلؓ
۵. ابومسعود عقبہ بن عمروؓ
۶. ابوالیسر کعب بن عمروؓ
۷. ☆ابوایوب خالد بن زیدؓ
۸. ابی المنذر یزیدؓ
۹. اسعد بن زرارہؓ
۱۰. اسید بن حضیر/اوسؓ
۱۱. اُمِّ عمارہؓ
۱۲. اُمِّ منیع اسماء بنت عمروؓ
۱۳. اوس بن ثابتؓ
۱۴. براء بن معرورؓ
۱۵. بشیر بن سعد ابوالنعمانؓ
۱۶. ☆ ثابت بن الجذعؓ
۱۷. ☆ثعلبہ بن غنمہ بن عدیؓ
۱۸. جابر بن عبداللہؓ
۱۹. جبار بن صخرؓ
۲۰. حارث بن قیس بن خلدہؓ
۲۱. ☆ خارجہ بن زیدؓ
۲۲. خالد بن عمرو بن عدی
۲۳. خالد بن قیس بن مالکؓ
۲۴. خدیج بن سلامہؓ
۲۵. ☆ خلاد بن سویدؓ
۲۶. ☆ ذکوان بن عبد قیسؓ
۲۷. رافع بن مالکؓ
۲۸. رفاعہ بن عبد المنذرؓ/اوس
۲۹. رفاعہ بن عمرو بن زیدؓ
۳۰. زیاد بن لبیدؓ
۳۱. ☆ سعد بن خیثمہ/اوسؓ
۳۲. ☆ سعد بن ربیعؓ
۳۳. سعد بن عبادہؓ
۳۴. سلمہ بن سلامہؓ/اوسؓ
۳۵. سلیم بن عامر بن جدیدہؓ
۳۶. سنان بن صیفیؓ
۳۷. سہیل بن عتیکؓ
۳۸. صیفی بن سواد بن عبادؓ
۳۹. ضحاک بن حارثہؓ
۴۰. طفیل بن مالک بن خنساؓ
۴۱. ☆ طفیل بن نعمانؓ
۴۲. ظہیر بن رافع/اوسؓ
۴۳. عبادہ بن صامتؓ
۴۴. ☆ عباس بن عبادہؓ
۴۵. عبداللہ بن انیسؓ
۴۶. ☆ عبداللہ بن جبیرؓ/اوس
۴۷. ☆ عبداللہ بن رواحہؓ
۴۸. عبداللہ بن زیدؓ
۴۹. ☆ عبداللہ بن عمرو بن حرامؓ
۵۰. عبس بن عامر بن عدیؓ
۵۱. عقبہ بن وہبؓ
۵۲. ☆ عمارہ بنت حزمؓ
۵۳. عمرو بن حارث بن کندہؓ
۵۴. عمرو بن غزیہؓ
۵۵. عمرو بن غنمہ بن عدیؓ
۵۶. عمیر بن حارث بن ثعلبہؓ
۵۷. عوف بن الحارثؓ
۵۸. عویم بن ساعدہؓ/اوس
۵۹. فروہ بن عمرو بن ودفہؓ
۶۰. فہیر بن ہیثمؓ/اوس
۶۱. قطبہ بن عامرؓ
۶۲. قیس بن ابی صعصعہؓ
۶۳. کعب بن مالکؓ
۶۴. مسعود بن زیدؓ
۶۵. معوذ بن حارثؓ
۶۶. معاذ بن جبلؓ
۶۷. معاذ بن عمرو بن جموح
۶۸. معاذ بن حارثؓ
۶۹. معقل بن المنذرؓ
۷۰. ☆ معن بن عدیؓ/اوس
۷۱. ☆ منذر بن عمروؓ
۷۲. یزید بن المنذرؓ
۷۳. یزید بن خدام بن سبیعؓ

پچھلے صفحے پر دیے گئے جدول میں تمام افراد کا تعلق خزرج سے ہے سوائے گیارہ افراد کے جن کے آگے اوس لکھ دیا گیا ہے۔ وہ اصحاب رضی اللہ عنہم جو اللہ کی راہ میں شہید ہوئے اُن کے نام سے قبل ستارہ ☆star بنا ہے۔

۴. **اللہ کی راہ میں اُٹھ کھڑے ہو گے اور اللہ کے معاملے میں کسی ملامت گر کی ملامت کی پرواہ نہیں کرو گے۔**

۵. **اور جب میں تمھارے پاس آجاؤں گا تو میری مدد کرو گے اور جس چیز سے اپنی جان اور اپنے بال**

**بچوں کی حفاظت کرتے ہو اس سے [۳۴] میری بھی حفاظت کرو گے۔**

۶. **ہم اہل حکومت سے حکومت کے لیے تنازعہ نہیں کریں گے [۳۵]۔**

اس واضح لائحہ عمل اور آنے والے ایّام میں اہلِ یثرب پر عائد ذمہ داریوں کے تعین کے بعد بہت ہی اہم جذباتی، قانونی اور ایمانی باتیں بڑے ہی جامع الفاظ میں ادا کی گئیں۔

- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تم سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ تم اس چیز سے میری حفاظت کرو گے جس سے اپنے بال بچوں کی حفاظت کرتے ہو۔
- اس پر براء بن معرورؓ نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑا اور کہا ہاں! اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے ہم یقیناً اُس چیز سے آپ ﷺ کی حفاظت کریں گے جس سے اپنے بال بچوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ پس، اے اللہ کے رسول ﷺ آپ ہم سے بیعت لیجیے؛ اللہ کی قسم ہم جنگ کے بیٹے ہیں اور ہتھیار ہمارے کھلونے ہیں۔ ہماری یہی ریت باپ دادا سے چلی آرہی ہے۔
- ابوالہیثمؓ بن التیہانؓ نے بات کاٹتے ہوئے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارے اور یہود کے درمیان معاہدے

۳۴ بیعت کی شِقوں میں یہ شِق سب سے اہم تھی، اس کا مطلب تھا کہ آپ کی حفاظت میں ہم اپنی جانوں پر کھیل جائیں گے جیسے اپنے اہل و عیال کے لیے کرتے ہیں، اس کا واضح مطلب سارے عرب سے دشمنی تھا اور جنگ کے لیے تیار ہو جانا تھا۔ قریش کو اسی شق پر ناراضگی ہوئی، نھوں نے اس بیعت کو قریش سے جنگ کا معاہدہ قرار دیا۔ خود اُس وقت اہلِ عرب نے اور بعد میں ہمارے مورخین نے پہلی بیعت [عقبہ اولیٰ] کو عورتوں کی بیعت کہا، اِن معنوں میں کہ اس میں اسلحہ اُٹھانے کی کوئی شق نہیں تھی [دیکھیے باب ۹۰ جلد ششم صفحہ ۱۶۹-۷۰] اور عورتیں میدان جنگ کا ایندھن نہیں بنتی ہیں۔ اُس بیعت میں کوئی خاتون نہیں تھیں۔ اِس بیعت میں اگرچہ خواتین بھی تھیں مگر یہ عورتوں کی بیعت نہیں کہلائی۔

۳۵ اِس چھٹی شق کو ابنِ اسحاق نے عبادہ بن صامتؓ سے روایت کیا ہے۔

ہیں، ہمیں اُن کو ختم کرنا ہو گا اور یہود سے قطع تعلق بھی کرنا ہو گا۔ اگر ہم ایسا کر گزریں پھر اللہ آپؐ کو غلبہ عطا فرمائے تو اس بات کا امکان تو نہیں کہ آپؐ اپنی قوم کے پاس واپس آجائیں اور ہمیں چھوڑ دیں۔ نبی ﷺ مسکرائے اور فرمایا نہیں، یہ حلیفانہ معاہدہ ہو گا، خون کا انتقام لینے یا خون معاف کرنے میں ہم ایک ہوں گے۔ ذمے داری اکٹھی ہو گی، میں تم میں سے ہوں گا اور تم مجھ سے ہو گے۔ جس سے تمھاری لڑائی ہو گی، میری بھی اُس سے لڑائی ہو گی۔ جس سے تم صلح کرو گے، اُس سے میری بھی صلح ہو گی۔ یا بعض روایات کے مطابق یہ سن کر آپ ﷺ مسکرائے اور پھر فرمایا: "(نہیں) بلکہ تم لوگوں کا خون میرا خون اور تم لوگوں کی بربادی میری بربادی ہے۔ میں تم سے ہوں اور تم مجھ سے ہو۔ جس سے تم جنگ کرو گے اس سے میں جنگ کروں گا اور جس سے تم صلح کرو گے اس سے میں صلح کروں گا۔"

- ابو الہیثم بن التیہانؓ بولے: آپؐ بھی وعدہ کریں، ہمیں چھوڑ کر واپس نہیں آئیں گے۔ آپؐ نے فرمایا: میرا جینا اور مرنا تمھارے ساتھ ہو گا۔
- عبداللہ بن رواحہؓ نے پوچھا: ہم کو کیا ملے گا؟ فرمایا: جنت اور اللہ کی رضا۔ عبداللہؓ نے کہا: بس سودا ہو چکا۔ پھر سب نے سمع وطاعت اور نصرت وحمایت کی بیعت کی،
- اسعد بن زرارہؓ نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: تلواریں تمھیں بھنبھوڑیں گی، اگر صبر کر سکتے ہو تو ساتھ دو، ورنہ پیچھے ہٹ جاؤ۔
- بنو سالم کے عباس بن عبادہ بن نضلہؓ، جو یثرب میں اسلام کے داخلے اور اشاعت میں پیش پیش رہے تھے، یہ سنہ ۱۱ نبوی کے اُن چھ سعید لوگوں میں سے تھے جنھوں نے اسی عقبہ کے مقام پر اسلام قبول کیا، پھر اگلے سال سنہ ۱۲ نبوی میں بیعت عقبہ اولیٰ میں بھی شریک تھے اور آج تیسری مرتبہ بھی موجود تھے۔ اس بیعت کی برکات، مضمرات و عواقب کو اچھی طرح جانتے تھے، کھڑے ہوئے، بیعت سے متعلق گفتگو تقریباً مکمل ہو گئی تھی اور قریب تھا کہ لوگ بیعت شروع کریں تو عباس بن عبادہ بن نضلہؓ کی آواز گونجی: تم لوگ جانتے ہو کہ ان سے (یعنی نبی ﷺ ) سے کس بات پر بیعت کر رہے ہو؟
جی ہاں کی آوازوں پر عباس بن عبادہ بن نضلہؓ نے کہا:
- تم ان لوگوں سے، سرخ اور سیاہ رنگ کے لوگوں سے جنگ پر بیعت کر رہے ہو -- اگر خوف ہو کہ جب تمھارے اموال کا صفایا کر دیا جائے گا اور تمھارے اشراف قتل کر دیئے جائیں گے تو تم اِن کا ساتھ چھوڑ

دوگے تو ابھی سے چھوڑ دو، کیوں کہ اگر تم نے اُنھیں لے جانے کے بعد چھوڑ دیا تو یہ دنیا اور آخرت کی رسوائی ہوگی۔ اور اگر تمھارا یہ خیال ہے کہ تم مال کی تباہی اور اشراف کے قتل کے باوجود وہ عہد نبھاؤ گے جس کی طرف تم نے اُنھیں بلایا ہے تو پھر بے شک تم اُنھیں لے لو۔ کیوں کہ خدا کی قسم یہ دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے۔

- اس پر سب نے بیک آواز کہا! ہم مال کی تباہی اور اشراف کے قتل کا خطرہ مول لے کر اُنھیں قبول کرتے ہیں۔ ہاں! اے اللہ کے رسول ﷺ ہم نے یہ عہد پورا کیا تو ہمیں اس کے بدلے کیا ملے گا؟
- آپ ﷺ نے فرمایا: جنّت۔
- لوگوں نے عرض کی: اپنا ہاتھ پھیلائیے! .......... اور لوگ بیعت کے لیے تیار ہو گئے۔

اس سے قبل کہ بیعت شروع ہو جاتی، یثرب کے ہیرو، یثرب کو مدینۃ النبی ﷺ میں تبدیل کرنے والا عظیم لیڈر جوان تہتّر آدمیوں میں سب سے کم عمر تھا، اسعد بن زارارہ رضی اللہ عنہ، فداہ ابی و امی، ایک جذبے بھری آواز گونجتی ہے، وہ اپنے قافلے کو آواز دیتا ہے، کچھ یاد دلاتا ہے، تاریخ کے اوراق میں اُس کی گونج اَمر ہو گئی۔

- اسعد بن زارارہؓ نے اس زمین پر عرش کے نمایندے ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا..... اللہ، اللہ........ اور بولے: اہلِ یثرب ذرا ٹھہر جاؤ! ہم آپؐ کی خدمت میں اونٹوں کے کلیجے مار کر (یعنی طویل مسافت طے کر کے) اس یقین کے ساتھ حاضر ہوئے ہیں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ آج آپؐ کو یہاں سے لے جانے کا مطلب سارے عرب سے دشمنی مول لینا ہے، تمھارے چیدہ سرداروں کا قتل اور تم پر تلواروں کی مار۔ لہٰذا اگر یہ سب کچھ برداشت کر سکتے ہو تب تو اُنھیں لے چلو، اور تمھارا اجر اللہ پر ہے۔ اور اگر تمھیں اپنی جان عزیز ہے تو اُنھیں ابھی سے چھوڑ دو۔ یہ اللہ کے نزدیک زیادہ قابلِ قبول عذر ہوگا۔

لوگ یہ سن کر بے تاب ہو گئے، اُن کے کلیجے ہل گئے اور دل مچل گئے کہ کس طرح اللہ اور اُس کے رسول کے لیے، اسلام کے لیے اپنے جان و دل کو قربان کر دیں آوازیں بلند ہوئیں: اسعد بن زرارہؓ! اپنا ہاتھ ہٹاؤ، اللہ کی قسم، ہم اس بیعت کو نہ آج چھوڑ سکتے ہیں اور نہ کل اسے توڑ سکتے ہیں۔

ابو امامہ اسعد بن زرارہؓ کی بیعت کے بعد براء بن معرورؓ سالارِ قافلہ اور پھر ابو الہیثم بن التیہانؓ نے بیعت کی اور اس کے بعد بیعت عامہ ہوئی [واللہ اعلم]۔ جابرؓ کا بیان ہے کہ ہم لوگ ایک ایک کر کے اُٹھے اور

آپ ﷺ نے ہم سے [اپنے دستِ مبارک پر] بیعت لی اور اس کے عوض جنت کی بشارت دی۔ دو خواتین جو اس موقعے پر حاضر تھیں تو ان کی بیعت دست بدست نہیں بلکہ صرف زبانی ہوئی۔

یہ بیعت نبی ﷺ کو صرف ایک دینی رہ نما کے طور پر ہی نہیں بلکہ ایک سیاسی رہ نما کے طور پر بھی سامنے لے کر آتی ہے۔ یثرب سے آنے والوں نے صرف اور صرف آخرت میں جنت کے عوض وعدہ کیا کہ وہ آپؐ کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کر دیں گے۔

## بارہ نقیبوں کا تقرر

بیعت کی تکمیل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے یہ تجویز فرمایا کہ شہر یثرب میں دینی اور انتظامی امور کے لیے نقیب بنائے جائیں، جو اپنے قبیلوں کے لیے بطور ناظم یا نگراں نقیب ہوں اور اس بیعت کی دفعات پر عمل درآمد کے لیے اپنے قبائل کی جانب سے ذمہ دار ہوں۔ آپؐ نے تمام قبائل سے چاہا کہ وہ آپس کے مشورے سے بارہ نقیبوں کے نام پیش کریں[۳۶]۔ آپؐ کے اس ارشاد پر مشورے کے بعد لوگوں نے ۱۲ نقیبوں کے درج ذیل نام پیش کیے۔ نو خزرج سے اور تین اوس سے:

| | | |
|---|---|---|
| اسعد بن زرارہ بن عدس رضی اللہ عنہ | براء بن معرور بن صخر رضی اللہ عنہ | منذر بن عمرو بن خنیس رضی اللہ عنہ |
| سعد بن ربیع بن عمرو رضی اللہ عنہ | عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ | عصیر بن حضیر بن سماک رضی اللہ عنہ |
| عبداللہ بن رواحہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ | عبادہ بن صامت بن قیس رضی اللہ عنہ | سعد بن خثیمہ بن حارث رضی اللہ عنہ |
| رافع بن مالک بن عجلان رضی اللہ عنہ | سعد بن عبادی بن دلیم رضی اللہ عنہ | رفاعہ بن عبدالمنذر بن زبیر رضی اللہ عنہ |

منتخب نگراں حضرات سے بر بنائے منصب نبی کریم ﷺ نے ایک اور عہد لیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ آپ لوگ

۳۶ رسول اللہ ﷺ کا نقیبوں کو نہ خود نام زد کرنا اور نہ ہی سردارانِ قبیلہ کو بر بنائے منصب یہ ذمے داری سپرد کرنا اور نہ ہی اُن سے نام زد کرنے کے لیے کہنا، اسلامی معاشرے میں مناصب پر تقرر کے لیے ایک لائحہ عمل مہیا کرتا ہے۔ آپؐ نے تمام قبائل سے چاہا کہ وہ آپس کے مشورے سے بارہ نقیبوں کے نام پیش کریں۔ ایک آدمی، ایک ووٹ کا یہاں کوئی تصور نہیں تھا بلکہ پسند کیا گیا کہ سر گرم مخلصین آپس میں دلیل کی بنیاد پر مشورے سے ایک نتیجے پر پہنچیں اور ذمہ داریاں تقسیم کریں۔ جب اسلامی جماعتوں میں مناصب کی تقسیم کے لیے مغربی طرز کی ووٹنگ کو رواج ملتا ہے یا ووٹوں کے ذریعے اوپر آنے والے اپنی ذاتی پسند و ناپسند سے نام زدگیاں شروع کرتے ہیں تو اسلامی تنظیمیں نااہل قیادتوں کے سائے میں اپنے مقاصد میں سست رو ہو جاتی ہیں۔

اپنے اپنے قبیلوں کے تمام امور کے نگراں ہیں جس طرح حواری عیسیٰ علیہ السلام کی جانب سے ہوئے تھے اور میں تمام مسلمانوں کا نگراں ہوں۔ ان سب نے کہا: جی ہاں۔

## قریش کو معاہدے کی اطلاع

ابھی لوگ عقبہ سے واپس نہیں ہوئے تھے کہ بلند آواز سے کسی شریر شیطان نے پکارا، اُو خیمے والو! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھو اس وقت بد دین اس کے ساتھ ہیں اور تم سے لڑنے کے لیے جمع ہیں۔ یہ آواز سن کر عباس بن عبادہ بن نضلہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے آپؐ اجازت دیں تو ہم کل اہل منیٰ پر اپنی تلواروں کے ساتھ ٹوٹ پڑیں، آپؐ نے فرمایا: ہمیں اس کا حکم نہیں دیا گیا ہے بس آپؐ لوگ اپنی قیام گاہوں کو واپس چلے جائیں۔ لوگ واپس جا کر سو گئے۔ یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔

صبح کو اس خبر کے بارے میں چہ مگوئیاں شروع ہوئیں، قریش حیران اور پریشان رہ گئے، اُن کے وہم و گمان سے یہ بات بہت بعید تھی، اس کے جو نتائج ان کی سیاست و معیشت پر مرتب ہو سکتے تھے اس کا اُنھیں اندازہ شروع ہو گیا تھا؛ صبح کو قریش کے ایک بڑے وفد نے اس معاہدے کے خلاف سخت احتجاج کے لیے اہل یثرب کے خیموں کا رخ کیا اور اہلِ یثرب سے کہا: خزرج کے لوگو! ہم نے سُنا ہے کہ آپ لوگ ہمارے اس صاحب کو [جس نے دعویٰ نبوت کیا ہے] ہمارے درمیان سے نکال لے جانے آئے ہیں اور ہم سے جنگ کرنے کے لیے اس کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں حالاں کہ کوئی عرب قبیلہ ایسا نہیں جس سے جنگ کرنا ہمارے لیے اتنا ناگوار ہو جتنا آپ حضرات سے ہمیں ہو گا۔

مشرکین خزرج اس بیعت کے بارے میں سرے سے کچھ جانتے ہی نہیں تھے، سارے کام مکمل رازداری کے ساتھ رات کی تاریکی میں انجام پائے تھے اس لیے مشرکینِ یثرب نے اللہ کی قسمیں کھا کر یقین دلایا کہ ایسا کچھ ہوا ہی نہیں ہے، اس طرح کی کسی بات کا سرے سے وجود ہی نہیں ہے۔ یہ وفد عبد اللہ بن ابیّ ابن سلول کے پاس پہنچا، جو اہلِ یثرب کی بادشاہی کے خواب دیکھ رہا تھا۔ اُس نے بھی اپنی قوم کی طرف سے ایسے الزام کا انکار کیا، اُس نے کہا کہ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ میری قوم مجھ سے مشورے کے بغیر اس طرح کا کام کر ڈالے۔ اگر میں یثرب میں ہوتا تو بھی مجھ سے مشورہ کیے بغیر میری قوم کوئی کام نہ کرتی۔

مسلمان خاموش رہے۔ اُن میں سے کسی نے ہاں یا نہیں کے ساتھ زبان ہی نہیں کھولی، مشرکین کی

عقلوں پر پتھر تھے، اُنھوں نے بھی یثرب کے معروف مسلمانوں سے کوئی تفتیش نہیں کی۔ قریش کے سرداروں کے دلوں میں اللہ نے یہی بات جمادی کہ کسی نے جھوٹی پھلجھڑی اُڑادی ہو گی۔ وہ بہ قایمِ ہوش و حواس یہ یقین نہیں کرنا چاہ رہے تھے کہ پانسہ پلٹ رہا ہے، جسے حقیر دھول سمجھ کر دامن سے جھاڑ رہے تھے وہ آنکھوں میں سوزش پیدا کر کے، آٹھ آٹھ آنسو رُلائے گی۔

## یثرب کے حاجی واپس روانہ ہو گئے

ادھر یثرب کے حاجیوں کے کیمپ میں جلدی واپس نکل چلنے کی ایک لہر اُٹھی، یہ سب کچھ اللہ کی مدد تھی، اور یثرب کے حاجی واپس روانہ ہو گئے۔ سردارانِ قریش اس یقین کے ساتھ اپنے گھروں کو پلٹے تھے کہ یہ خبر غلط ہے لیکن اُنھیں معلوم ہو گیا کہ خبر صحیح ہے اور بیعت ہو چکی ہے۔ اُن کے تیز رفتار سواروں نے اہلِ یثرب کا تعاقب کیا وہ کافی آگے نکل چکے تھے، تاہم سعد بن عبادہ اور منذر بن عمرو رضی اللہ عنہما، اُن کو پیچھے رہ جانے والوں میں مل گئے، منذر زیادہ تیز رفتاری سے اُن کو چکمہ دینے میں کام یاب ہو گئے البتہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ گرفتار ہو گئے اور ان کے ہاتھ گردن کے پیچھے اُنھی کے کجاوے سے باندھ دیے گئے اور پھر اُنھیں اذیت دیتے ہوئے مکہ لایا گیا، لیکن وہاں مطعم بن عدی اور حارث بن حرب بن امیہ نے آکر ان کو چھڑا دیا کیوں کہ ان دونوں کے قافلے یثرب سے سعد رضی اللہ عنہ کی پناہ ہی میں گزرتے تھے۔ اُدھر انصار اُن کی گرفتاری کے بعد مکہ پر چڑھائی کرنے کی تجویز پر غور ہی کر رہے تھے کہ وہ واپس آتے ہوئے دکھائی دیے، معاملہ رفع، دفع ہو گیا اور تمام لوگ پُر سکون یثرب کی جانب چل دیے۔

## مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر واپس یثرب میں اور قبیلہ بنو سلمہ کا قبولِ اسلام

مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر واپس یثرب روانہ ہوئے، ہدف یہی تھا کہ اِس سے قبل کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یثرب تشریف لے آئیں سارے باشندگانِ یثرب کو دائرہ اسلام میں جمع کر لیا جائے۔ بنو سلمہ کے سردار عمرو بن جموح اس راہ میں ایک رکاوٹ تھے۔ لکڑی سے بنا ہوا مشرکوں کا ایک معبود، منات (یا مناف) اُن کے گھر میں استادہ [نصب] تھا، جہاں وہ اور اُن کے اہلِ قبیلہ اُس کے آگے جھکتے، دعائیں مانگتے، مشکل کشائی اور دست گیری کے لیے پکارتے تھے۔ انھی دنوں عمرو بن جموح کے بیٹے معاذ اور ان کے ہم نام معاذ بن جبل نے، جو اسلام لا چکے تھے اور بیعت عقبۂ ثانیہ کے موقع پر موجود تھے، اِس جھوٹے معبود کی بے حقیقتی کو فاش کرنے کا ایک منصوبہ بنایا، منصوبے کے مطابق اس لکڑی کے دست گیر کو اُٹھا کر فضلے کے گڑھے میں

پھینک دینا قرار پایا تاکہ ہر ایک کو معلوم ہو جائے کہ جو مشکل میں اپنی دست گیری نہ کرسکے وہ انسانوں کی بھلا کیا مدد کر سکتا ہے ! یہ ایک ایسا ہی نادر کام تھا جیسا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے ہتھوڑے سے سارے بتوں کا حلیہ بگاڑ کر اُسے بڑے بت کے کندھے پر رکھ کے انجام دیا تھا۔

عمرو بن جموح کے بیٹے معاذ اور ان کے ہم نام معاذ بن جبل، دونوں نے مل کر رات کو 'حضرت' منات کو اتارا اور فضلے کے گڑھے میں ڈال دیا۔ صبح کو عمرو اپنے 'معبود' کو نہ پا کر حیران و پریشان ہوا اور جب اُسے غلاظت میں لت پت دیکھا تو دل گرفتہ بھی ہوا اور حیران بھی کہ جسے وہ 'مولا' کہتا تھا اپنی حفاظت کیوں نہ کر سکا۔ بادلِ ناخواستہ عمرو نے اسے نکال کر دھویا اور صاف کر کے اس کے استھان پر واپس رکھ دیا۔ وہ ایسا کرنے پر مجبور تھا، اِس بُت کے دم قدم سے اُس کے گھر میں زائرین آتے، نذرانے لاتے اور چادریں چڑھاتے تو وہ سب نذرانے اور چادریں اُسی کو مل جاتیں۔ اُس کی ساری شان، آن بان اسی مجاوری اور اس 'معبود' کے استھان کی گدی نشینی سے وابستہ تھی۔ اُس کے خیال میں تو اُس کے بیٹے کا دماغ چل گیا تھا جو اس گدی نشینی پر لات مار رہا تھا۔

رات کو لڑکے بے جان و بے حقیقت صنم کو غلاظت پر ڈال آتے، جہاں بدبو سے اُسے نکالنا ایک مشکل کام تھا، عمرو صبح اُٹھ کر اُسے لاتا صاف کرتا اور خدائی کے استھان پر پھر دوبارہ بٹھا دیتا، یوں ہی چند روز ہوتا رہا، انجام کار عمرو کے دل سے اِس کی بزرگی اور بڑائی کا خیال کم زور پڑ گیا ہوا، اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمایندے جناب مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو اپنے گھر بلایا اور فرمایش کی کہ اُنھیں اسلام کے بارے میں بتایا جائے۔ مصعب رضی اللہ عنہ نے انھیں سورۂ یوسف کی ابتدائی آیات سنائیں۔ عمرو نے کہا: مجھے اپنی قوم سے مشورہ کرنا ہو گا۔ مصعب رضی اللہ عنہ کے واپس جانے کے بعد عمرو نے منات کے گلے میں تلوار حمائل کر دی اور کہا کہ حضرت جی، اگر تجھ میں کوئی طاقت ہے تو آج رات اس تلوار سے اپنا دفاع کر لینا۔ رات ہوئی تو عمرو اطمینان سے سو گئے، اگرچہ ڈر تھا کہ آج پھر کوئی 'دستگیر' کو غلاظت میں نہ ڈال آئے مگر ایک امید تھی کہ حضرت جی تلوار سے قریب آنے والوں کے سر تن سے جدا کر دیں گے۔ جوں ہی بیٹے نے دیکھا کہ ابّا سو گئے ہیں اپنے ہم نام دوست کو بلا لیا، دونوں نوجوانوں نے لکڑی کے بت کی گردن سے تلوار اتاری اور اس کے بجائے گلے میں ایک مُردہ کتا باندھ کر اُسی غلاظت کے ڈھیر پر لے گئے۔ صبح عمرو کی آنکھ کھلی تو جا کر منات کو دیکھا اور نہ پایا تو رخ کیا جہاں وہ روز غلاظت میں اشنان کرتا تھا، تلوار کی جگہ مُردہ کتا دیکھتے ہی دل کی آنکھ بھی کھل گئی۔

عمرو، سردارِ قبیلہ نے اپنے قبیلے کے اُن لوگوں کو بلایا جو ایمان لا چکے تھے اور اُن سے مشورہ کر کے اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دینے کے ساتھ اپنے قبیلے کے تمام لوگوں کو بھی اسلام قبول کرنے کی ترغیب دی، منات کا انجام بد، جھوٹے معبود کی حقیقت سب کے سامنے تھی، سردار قبیلہ ہی نے جو کل تک مجاورِ اعلیٰ اور گدی نشین تھا جب اُس کا انکار کر کے ایک الٰہ واحد کی طرف بلایا تو سب نے مسلمان ہونا پسند کر لیا۔

☆☆☆☆☆